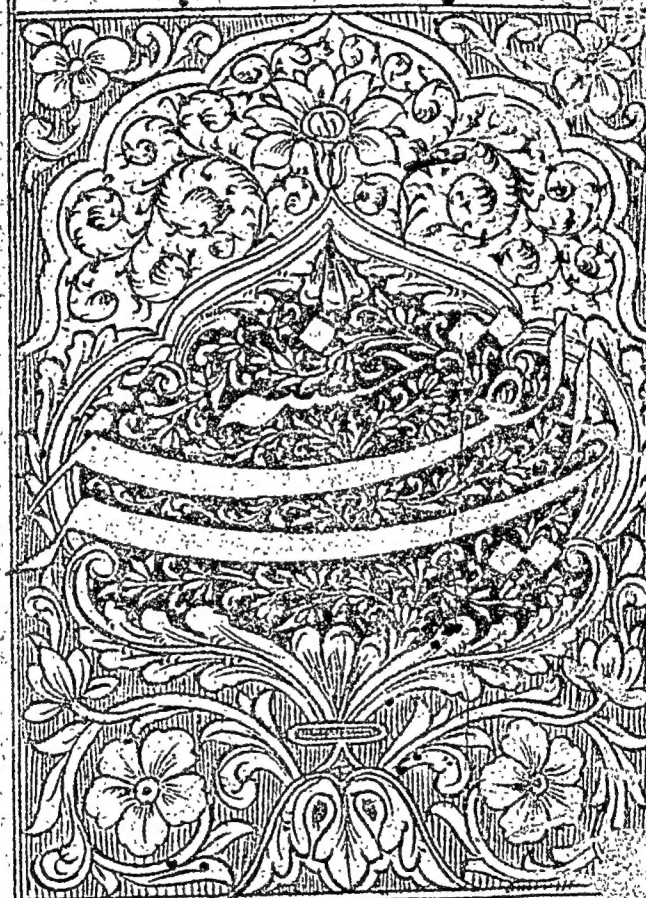


صنایع کیمیا فیضی خلدی نورانی
اینک است که درین دین و دین



مطبع فیضی نو کشتی نو بین طبعین
مطبعین

مِنْ مَكَانِ فَضْلِ خَلِيدِ بْنِ زَيْدٍ



بِأَمْرِ الْإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ طَالِقِ بْنِ كَلْبٍ

بسم الله الرحمن الرحيم

بحمد الله علی ما ارسل رسولہ بالہدی ہونصلی علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لا تقیۃ
 ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یدہدی اللہ
 فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ بفتح دال کے خاکسار علی
 رحمان علی کتاب ہے کہ مسئلہ مولد اور قیام میں جناب فیض آباد مولانا ذوالفضل
 والجاہ حضرت شاہ محمد سلاطین اللہ علیہ السلام وابقاہ کے کتاب
 فی اثبات المولد والقیام بحال تحقیقات تصنیف فرمایا ہے کہ
 ہونا غیر ممکن اب اس مقدمہ میں قلم وٹھکانا اپنے تئیں انگشت نہایا
 بسبب ہونے اس کتاب کے زبان فارسی میں حوام وراک اور سیر
 قاصروناجر میں علاوہ اسکے اندرون ایک سال اور زبان میں شجانب ہنکار

مرد و قیام اس گنہگار کی نظر سے گذر جس کے دیکھنے سے اکثر بیعالم آدمی بقول شخصہ
 "خوش است بجهت قد ما بس مست راه راست" سے منحرف ہوئے اور اس سال کو معاذ اللہ
 بزرگوار سے پہنچنے کے یمن مقصداً وقت مناسب معلوم ہوا کہ یہ بیان واجب الیقین
 "میں میں کی گویا جائے تاکہ ہر شخص اس عمل خیر کی حقیقت پر مطلع ہو کر عقائد
 مناسبہ میں محقق نظر پڑے اور اپنے دل کو اس کے مضامین میں آگین سے محفوظ
 کرے مناسب حال طریقہ شمس اس کتاب کا نام مقرر کیا گیا اللہ تعالیٰ
 اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول کرے اور سب کو توفیق عمل خیر کی دے
 محض یہ ہے کہ جس امر و نبی میں اختلاف نزاع ہو اس کو طرف کتاب و سنت کے
 رجوع کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان تنازعتم فی شئ فردوا الی

اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الآخر ذلک خیر
 واجسن تابلاً اگر جھگڑا کرو تم کسی بات میں پس پھرو اس کو طرف اللہ
 اور رسول کے اگر ہو تم کہ ایمان لائے خدا پر اور دن قیامت پر یہی بات
 بہتر ہے کہ تم کو اب دریافت کرنا چاہیے کہ
 ان میں سے کون سی مسلمان کے بلانے سے کسی مکان میں جمع ہو کر فضائل و
 مناقب کی روایات و ولادت اور نہ میر خوار کی اور حلیہ شریف و دیگر معجزات بروایت
 غیر متتنا اور جب یہ ذکر اخیر کو اپونچے چند آیات قرآنی پڑھا کر فاتحہ پر تمام
 رکعات پڑھ کر جو کچھ قسم کھانے میں شریعتی کے میسر ہو حاضرین محفل پر تقسیم کرنا از رو

کتاب و سنت کے ہرگز ممنوع نہیں ہے چہ جائیکہ یہ ذکر تاریخ و مہینے و اوقات
 شریف میں اس ہیئت مجموعی کے ساتھ ہو کیونکہ ممنوع ہو سکتا ہے اور ممکن ہے
 جناب سرور کائنات اور صحابہ و تابعین کا اس فعل کو اس ہیئت
 چونکہ یہ بولی دلیل عدم جواز کی نہیں ہو سکتی اگر نہ کہ ان حضرات
 دلیل ہو تو بنیاد اجماع و قیاس کی بالکل لغو ہو جائیگی حالانکہ اصول دین کے
 چارہ میں کتاب و سنت و اجماع و قیاس اور جو حکم قرآن اور حدیث میں مصرح
 نہیں ہے اوسکے واسطے طرف اجماع قیاس کے بالضرور احتیاج پڑتی ہو پس
 صرف نہونا امر دینی کا تینوں زمانوں میں دلیل غیر مشروع ہونے اوس
 امر کی نہیں ہے تاوقتیکہ نص صریح اوسکے منع پر وارد نہ ہو اور تعین نہیں
 اگرچہ اس ہیئت کے ساتھ بعینہ تینوں زمانوں میں نہ تھی لیکن اوسکی اصل زمانہ
 صلعم میں روزہ عاشورہ و روزہ دوشنبہ و اعادہ عقیقہ بہ شہادت ہے چنانچہ
 بیان اوسکا آویگا انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذا کر و فی اذکری
 واشکرو لی ولا تکفرون پس یاد کرو و مجکوب یاد کرو
 شکر میری نعمتوں کا ادا کرو اور ناشکری میری مت کرو اللہ جل
 بہت نعمتیں ظاہری اور باطنی عطا کیں ہیں ان سب نعمتوں میں پیادہ ہوا
 رسالت پناہی کا بڑی نعمت ہے فتح العزیز ہیں ہے کہ شکر یہ نعمت کا وصف
 ملنے نعمت کے بندہ پر واجب ہے اور ادا اللہ شکر ثلثے زبانی و دوا و شہ

روزہ روزانہ روز و قربانی سے ہو سکتا ہے فقط ایسے مسلمانوں کو ضرور ہے کہ شکر
 اس نعمت عظمیٰ کا وقت مخصوص میں بقدر وسعت اپنے کے ادا کریں فقرا
 وغیرہ انہما و صلیا کو صدقہ اور کھانا کھلانے اور ذکر خیر سے خوش کریں اور ادائی
 گی پر کبھی نہ تنہا بالخصوص اس عمل خیر کے واسطے علما کی راہنمائی نے احادیث
 میں سے ایسی احادیث بیان کی ہیں **اصل پہلی** مولانا حافظ ابوالفضل ابن حجر
 عسقلانی نے منقول کیا ہے ان النبی صلعم قدم المدينه فوجد
 اليهود يصومون يوم عاشوراء فقالوا هو يوم اغرق الله فيه
 فرعون وبني موسى فصامه موسى شكرا فنعن نصوصه شكرا لله تعالى
 فقال رسول الله صلعم فنعن احمق واولى بموسى منكم وصامه النبي صلعم
 وامر يصيامه کہ نبی صلعم مدینہ میں آئے پس پاپا یہود کو کہ روزہ رکھتے
 ہیں عاشورہ کے دن پس پوچھا آپ نے یہود سے اونھوں نے کھا کہ یہ وہ
 دن ہے کہ غرق کیا اللہ تعالیٰ نے اوسمیں فرعون کو اور نجات دی موسیٰ کو سو
 انھوں نے کہا بوجہ نبیؐ نے اوس دن میں واسطے شکر کے سو ہم روزہ رہتی ہیں اس
 میں ہم نے اسے شکر نہ کہے پھر کہا رسول خدا صلعم نے کہ ہم احمق اور اولیٰ ہیں
 نبیؐ کے رات تیسرے اور روزہ رہے نبی صلعم اور حکم کیا اوس دن کے روزہ کے
 واسطے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عادیہ شکر خدا کا اور اس نعمت
 شتہ کے جو روز معین ہیں ولہذا وہی ہر سال جائز ہے کیونکہ نجات پائی ہوگی

روز معین میں ہوئی اور اونکی امت واسطے ادائے شکر اور نعمت کے رونا
رکھتی تھی اور آنحضرت صلعم نے بھی اس نعمت کا شکر اس ورغہ کے ساتھ ادا کر

اصل دوسری مولانا جلال الدین سیولوی نے ایسے ربانہ بین لکھا ہے

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عقی عن نفسه

کہ نبی صلعم نے اپنا عقیقہ بعد نبوت کے کیا ہے باوجودیکہ آپ کے جد ہجر عجبہ علیہ السلام

ساتویں روز پیدائش سے آپکا عقیقہ کیا تھا اور عقیقہ کا اعادہ دوسری ہجرت

نہیں ہوا پس آنحضرت نے جو یہ کام کیا ہے تو صرف واسطے اظہارِ رواج اسے

شکر اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین پیدا کیا اور واسطے

شوق دلانے امت اپنی کے جیسا آنحضرت نماز نوافل بذات خاص و عمومی

تشویق امت کے پڑھتے تھے اور وہ نماز امت پر مستحب ہوئی پس مستحب ہوا کہ

آپکی پیدائش کا ہم لوگ ادا کریں **اصل تیسری** مولانا یحییٰ افغانی شمس الدین

بن الجزری اپنی کتاب عرف الشریف بالمولد الشریف اور مولانا حافظ ناصر الدین

دمشقی اپنی کتاب عودۃ الصادق فی مولد الانادی اور حضرت دینوری ہدایہ میں

ہیں کہ ابولہب نے جو بخوشی میلاد شریف قبول کیا تھا اور جو کچھ

ابولہب پر ہر دو شبہ کے دن تخفیف عذاب کی ہوتی ہے ملاطفت میں

روایت کی عباس ابن عبد المطلب سے ہے کہ انھوں نے بعد وفات

ابولہب کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا اور سننے کے بعد کہ جب سے مرے

مانول عذاب میں گرفتار ہوں اگر دو شنبہ کے دن بیکرت خوشی میلاد شریف کے
 کہ توبہ کوین نے آزاد کیا تھا عذاب میں تخفیف ہوتی ہے ہر گاہ ابولسب ایسا کافر جسکی
 موت میں سورۃ ثبت پڑانا نزل ہے خاص دو شنبہ کے دن جو روز ولادت
 کے ہیں انہی ولادت باسعادت عذاب میں تخفیف پاتا ہے تو صاف عیان
 ہے کہ جو جہان صیاد کی کسی وقت خاص میں شکریہ شادی میلاد شریف کا
 پا کرنے میں بیشک مستحق ثواب کے ہونگے **اصل چوتھی شکوہ میں**
 تادہ سے مروی ہے قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم
 الاثنین فقال فیہ ولدت کما قتادہ نے پوچھے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 روزہ دو شنبہ سے پس فرمایا آپ نے کہ دو شنبہ کے دن پیدا ہوا ہونمیں
 اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جناب ختمی آب نے خود بذات خاص شکر
 پیر ولادت کا روزہ دو شنبہ کے ساتھ ادا کیا ہے اور حضرت بلال کو بھی
 روزہ دو شنبہ کے واسطے تاکید فرمایا ہے چنانچہ مولانا مرزا حسن علی محدث
 لکھنوی اپنے جناب میں جو درباب محفل میلاد ہے تحریر فرماتے ہیں کہ فرمایا
 حضرت شنبہ اللہ کو مت چھوڑو روزہ دو شنبہ کو کسوٹے کہ میں پیدا ہوا دو شنبہ
 کے روز اور جو حدیث اصل ہے اسے بھی جائز ہونے تعین میں روزہ مولد کے
صلی اللہ علیہ وسلم مشکوٰۃ میں ہے عن عائشة قالت کان رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یضع لِحسان منبراً فی المسجد یقوم علیہ

کہ ابن مسعود نصیحت کرتے تھے آدمیوں کو مجتنبہ کے دن پس کہا اور ان کو ایک روئے
 ہی ابو عبد الرحمن ہر نیشہ دوست رکھتا ہو نہیں کاش نصیحت کرتا تو ہمارے
 شہین ہر روز کہا ابن مسعود نے آگاہ رہ تحقیق شان یہ ہے کہ باز رکھتا ہے مجھ کو
 کہ جس نے روز سے کہ کچھ وہ جانتا ہو نہیں مابول کرنا تمہارے تئیں اور تحقیق میں
 ویت مقرر کرنا ہوں تمہارے واسطے نصیحت کرنے کے ساتھ جیسا کہ نبی صلوٰۃ
 بھر کرتے تھے ہمارے لیے نصیحت کرنے کے ساتھ خوف طلال ہمارے کے مولانا محمد علی
 صاحب نے اشباع الکلام میں لکھا ہے کہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ تعین
 تخصیص روز کی واسطے عمل خیر کے اگرچہ وہ روز آنحضرت سے ماثور نہ ہو
 مگر اگر محسن ہے اور بھی اس روایت سے استخراج اصل کا واسطے تعین مجلس
 مولد شریف کے ثابت ہوا **اصل ساتویں** مولانا شیخ ابوالخطاب
 طبرانی اگرچہ بحوالہ تنویر میں لکھتے ہیں عن ابن عباس رضانہ کا ن یحدث
 ذات یوم فی بیتہ وقائع مولانا صلی اللہ علیہ وسلم لقوم فیستبشرون
 ویحمدون اللہ ویصلون علیہ صلوات اللہ علیہ فافلجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حلت
 بکم شفاعتی ابن عباس سے مروی ہے کہ تحقیقی تھے ابن عباس بائین
 کرتے ایک مجلس اپنے گھر میں وقائع والہات آنحضرت کی ہوا اس کے کسی گروہ کے
 پس وہ گروہ خوش ہوتے تھے اور خدا کرتے تھے اللہ کی اور درود بھیجتے تھے
 آنحضرت پر ناگاہ آئے بھی صلوات کہا کہ طلال ہوئی تمہارے واسطے شفاعت

میری اصل شخصیت اسی رسالہ میں ابودرداء سے مروی ہے
 اِنَّهُ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى بَيْتِ عَامِرٍ اَلْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ
 يَعْلَمُ وَقَائِعَ وَلَا دَنَاءَةَ صَلَاحِ لَا بِنَائِهِ وَعَشِيَّتَهُ وَيَقُولُ هَذَا الْيَوْمَ قُتِلَ
 الْيَوْمَ فَقَالَ اِنَّ اللَّهَ فَتَحَ لَكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَالْمَغْنَمَةِ لَيْسَ لَكَ فِيهِ عَمَلٌ وَلَا
 لَكَ مِنْ فِعْلٍ فَعَلْتَ خَيْرًا نَجَاتِكَ تَحْقِيقُ ابودرداء کہتے ہیں صلعم کے ساتھ
 طرف گھرا مہارنصاری کے اور تھے عامر انصاری سکھائے حالات و ولادت آنحضرت
 کے اپنے بیٹوں اور یگانوں کو اور کہتے تھے ہذا الیوم ہذا الیوم پس کہا آنحضرت نے
 تحقیق اللہ تعالیٰ نے کھولے واسطے تیرے دروازے رحمت کے اور فرشتے
 استغفار کرتے ہیں تیرے لیے جو کریگا کام تیرا نجات پاویگا تیری سیجاست
 آن دونوں روایت کو اگر بنظر انصاف دیکھو تو صاف ظاہر ہے کہ اصل مغل
 مولد شریف کی زمانہ آنحضرت صلعم میں رہی ہے اور جس کام میں حصول شجاعت
 اور کھلنا دروازہ رحمت کا اور استغفار ملا لکھ اور نجات دارین تصور ہوا ہو سکا
 مستحب و مباح ہونا کیا اگر اوستا کو واجب کہیں تو بجا ہے اور باوجود ان اصلوں کے
 علماء ذیل خصوصاً علماء حرمین شریفین نے اس عمل خیر کو مستحب و مستحب جاننا
 یعنی حافظ ابوالخیر سنائی علامہ امام جزری حافظ ابوشامہ امام نووی علامہ ابن
 طغریل شیخ ابن فضل یوسف حجاز علامہ ابن البطاح امام جمال الدین امام ظہیر الدین
 امام ابوزرہ شیخ نصیر الدین امام حافظ ابو محمد شیخ عمروسلی ملک عالم اربل

امام علامہ صدر الدین شایح سنن ابن ماجہ مولانا زین الدین محمود نقشبندی علامہ
 قسطلانی مولانا ابن جوزی ابو عبد اللہ ابن الحاج قسین ابو الخطاب علامہ برہان الدین
 حلبی شافعی مولانا محمد ابن یوسف شامی مولانا جلال الدین سیوطی ابن حجر عسقلانی
 علامہ علی قاری شیعہ ابن حجر محدث و ہلوی مولانا شیخ عبد الرحیم مولانا شاہ ولی اللہ محدث
 مولانا شاہ عبد الغفر و ہلوی مولانا مزاحسن علی محدث لکھنوی مولوی محمد مخصوص اللہ
 مولوی محمد موسیٰ مولوی محمد شریف مولوی رحمۃ اللہ مولوی مفتی کرام الدین مولوی
 شجاع الدین حاجی ہاشم مولوی عبد اللہ مولانا محمد رشید الدین خان مولوی محمد جان
 مولوی محمد حیات مولوی قمر الدین و ہلوی مولوی محمد فضل حق خیر آبادی مولانا
 برہان الدین دیوبند مولوی محمد معشوق علی جوہر پوری مولوی فخر الدین احمد قادری
 نقشبندی الالہ بادی مولوی علی محمد مولوی نعیم اللہ مولوی حفیظ اللہ مولوی
 محمد نبرہان الحق مولوی محمد عبد الوحید مولوی محمد عبد الحکیم مولوی ابوالحسن مولوی
 محمد طاهر مولوی محمد نعیم مولوی لطف اللہ مولوی محمد سعد اللہ مولوی تراب علی
 لکھنوی مولانا محمد سلیمان اللہ بدایونی نے اس عمل کو اپنی کتابوں اور فتاویٰ میں
 مستحسن و مستحب لکھا ہے اور جس کام کو ایسے علمائے مستند خصوصا علماء حریمین
 شریفین بزم جانین وہ بیشک بہتر ہے اور ثواب ایسی بھری کا جسمین کر جناب
 ربنا لت آب کا ہوا و آب پر درود پڑھا جائے ظاہر ہے و لائل الخیرات میں بہت حاویث
 فضائل درود شریف کے مرقوم ہیں از انجملہ یہ ہے دوی عن بعض الصحابة

رضوان اللہ علیہ اجمعین اناہ قال ما من مجلس یصلی فیہ علی محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم الا قامت منہ رایحۃ طیبۃ حتی تبلغ غسان السماء
 فتقول الملائکۃ ہذا مجلس صلی فیہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 یعنی مروی ہے بعض صحابہ سے کہ انہیں کوئی مجلس کہہ دو وہ بھیجا پوچھے اور پھر
 محمد صائم پر مگر اوشکتی ہے اس سے خوشبو یہاں تک کہ پہنچتی ہے ہر طرف
 آسمان کے پس کہتے ہیں فرشتے کہ یہ وہ مجلس ہے جہنمیں در و در پڑھا گیا
 اوپر محمد صائم کے اور لاریب اس محفل سولہ شریف میں جعفر زکریا و دیگر ہوتی
 ہے اہل محفل خوب جانتے ہیں اور اس محفل میں جو تکلفات بقدر ضرورت کے
 ہوتے ہیں وہ بھی جائز ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة میں لکھتے ہیں
 چاہیے کہ پڑھی جاوے حدیث اوپر مکان عالی اور بلند کے چنانچہ مطبوعہ سے
 مروی ہے کہ جب امام مالک کے پاس لوگ آتے تھے تو اندر سے بونفٹ پی سٹکنا
 پوچھتی تھی کہ تم حدیث چاہتے ہو یا مسائل اگر وہ لوگ کہتے تھے کہ مسائل
 مطلوب ہو تو امام مالک فی الفور باہر آتے اور ان کے مسائل کا جواب دیتے اور
 جو لوگ کہتے کہ ہم حدیث چاہتے ہیں تو امام مالک غسل خانہ میں جا کر غسل کرتے اور
 خوشبو لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور سبز خواہ سیاہ چادر اوڑھتے اور عمامہ
 منہ پر باندھتے اور تخت یا کرسی رکھی جاتی تب امام مالک باہر آتے اور ان
 تخت پر خشوع اور خضوع کے ساتھ بیٹھتے اور جب تک حدیث پڑھتے

عید کہ قسم خوشبو ہے آگ میں جلائے اور امام مالک اسطور ہرگز نہ بیٹھتے مگر
 جب رسول خدا صلعم کی باتیں کرتے اور یہ طریقہ امام مالک نے سعید بن المسیب
 صحابی سے لیا ہے انتہی اس حکایت سے صاف ثابت ہو کہ خوشبو جلانا اور
 بیٹھنے کی لگانا اور ٹینیس کپڑے پہنا اور جاے ممتاز میں بیٹھ کر پادوب حدیث
 کو گو گو سنانا چاہئے چنانچہ امام مالک کہ مقتدرے دین تین ہیں ایسا ہی
 کرتے تھے اب دریافت کرنا چاہیے کہ محفل میلاد شریف میں جو ذکر و تلاوت وغیرہ
 کیا ہوتا ہے وہ ہر روایات احادیث صحیحہ ہوتا ہے اس میں بھی وہی تکلف
 ملحوظ رکھنا چاہیے جیسا احادیث کے پڑھنے میں سلف سے مروی ہے
 اور ظاہر ہے کہ تکلف و آرایش ہر ملک کا اپنے طور پر ہوتا ہے اور شرعاً
 امور غیر منوعہ میں رواج ہر شہر کا معتبر ہے یعنی جس امر کے منع پر نص شرعی
 وارد نہ ہو اس میں رواج ہر شہر کا معتبر ہے اگر کوئی کہے کہ صحابہ و تابعین
 اور تبع تابعین نے کچھ کم ساتھ سو برس تک اس کام کو بہتر نہ کیا اس واسطے
 نہ کیا تو جواب ایسا ہے کہ نہ کرنا ان حضرات کا کسی کام کو عدم جواز اس
 کام کی دلیل نہیں ہوتی گو کہ ان لوگوں نے یہ محفل اس اہتمام ہیئت سے
 نہیں کیا لیکن اس میں شک نہیں کہ جو حالات اس محفل میں بیان ہوتے ہیں یقیناً
 ان لوگوں نے مسلمانوں کو جمع اور تنہائی میں سنایا اور تعلیم کیا کہ کہ آج تک
 وہ حالات برابر چلے آتے ہیں اور نہ کرنا ان لوگوں کا اس اہتمام کو نہ لائق ہے

نہ تھا بلکہ وہ وقت ابتداء اسلام تھا اکثر امور تجلہ و سوقت میں جاری نہیں ہوئے
پھر بعد زمانہ دراز کے وہ امور اجرا ہوئے کہ اب تک مقبول علماء میں مشہور

اعراب کلام اللہ کہ خلفائے عباسیہ کے عہد میں اجرا ہوا ہے سوال

ہر گاہ اس محفل کی اصل زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی گئی تو اس پر
اطلاق بدعت کا جیسا کہ بعض علمائے گمراہ نے بدعت حسنہ ہو کر

ہو سکتا ہے جواب اطلاق بدعت کا ایسے کار خیر پر باندھا اطلاق

بدعت حسنہ کے ہے تراویح پر کہ جناب عمر فاروق نے نعمت البدعہ

التراویح اچھی بدعت ہے تراویح فرمایا ہے باوجودیکہ عمل تراویح قولاً وفعلاً جناب

رسالت آگاہ نے منقول اور ثابت ہے اور جناب خلیفہ ثانی نے ۲۰ سنہ

اطلاق بدعت کا فرمایا بعض متکبر بے ادب کہتے ہیں کہ یہ محفل مشابہ ہر رسم

ہندو سے کہ وہ لوگ محفل میلاد کرشن کی بتعین ماہ و تہہ سچ کرتے ہیں اور

حدیث میں آیا ہے من تشبہ بقوم فهو منهم جسے مشابہت کیا کسی قوم

کے ساتھ پس وہ شخص انہیں میں سے ہو گا پیغمبر کا بموجب رسم ہندو

کے کرنا اسلام سے خارج ہونا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کل مشابہت فرقہ کفار

کے ساتھ منع نہیں در مختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ تشبہ کفار کے ساتھ کل

اشیا میں ملو وہ نہیں بلکہ برے کام میں مشابہت پیدا کرنا اور کسی کام

میں قیاد کفار کے ساتھ مشابہت پیدا کرنا کفر و ہرے اور یہی تشبہ

میں تشبیہ بقوم سے مراد ہے ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا ہوا ان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل ثعبرہ وکان
 المشركون یفترقون رؤسہم وکان اهل الکتاب یسدلون
 رؤسہم وکان یحب موافقة اهل الکتاب فیما لم یومر فیہ بشئ
 ثم فرقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راسہ تحقیق تھے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سدل کرتے اپنے بالونہیں اور مشرک لوگ مانگ نکالتے
 تھے اپنے سرو نہیں اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سدل کرتے تھے اپنے
 سرو نہیں اور رسول اللہ دوست رکھتے موافقت اہل کتاب کی اس کام
 میں کہ نہ تکلم کیے جاتے اور ہمیں کسی چیز کے ساتھ پھر مانگ نکالی آنحضرت نے
 اپنے سر میں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت پہلے مانگ نہیں نکالتے تھے
 بلکہ بطور اہل کتاب کے سدل یعنی آدھے بال سر کے پیچھے اور آدھے لگے
 رکھتے تھے پھر آپ مانگ نکالتے لگے بطور مشرکوں کے پس اس کام میں
 کفار و مشرکین کے ساتھ تشبیہ ہوتا ہے اگر جملہ امور میں تشبیہ فرقہ ضالہ کے
 ساتھ ممنوع ہوتا تو آنحضرت سے یہ تشبیہ وقوع میں نہ آتا یہ تشبیہ اتفاقی ہے
 کہ امور حسنہ میں ہو جاتا ہے اور تشبیہ اتفاقی شرعاً ممنوع نہیں اس صورت میں
 ایسی محفل متبرک کو جنم کرشن سے تشبیہ دینا صفحہ کاغذ کو مثل اپنے نامہ اعمال کے
 سیاہ کرنا اور مثل مشہور بحکم ملاحظہ ایمان کے ساتھ انگشت نہ ہونا ہے

اگر کوئی کہے کہ دین اسلام آنحضرت کے روپر و پورا ہو چکا بدلیل آیکرمہ الیم
 کملت لکھو یت کو آج کے دن پورا کیا ہے واسطے تمہارے دین تمہارا
 کو اب نئی بات دین میں کالسانہ چاہیے تو جواب اوسکایوں دیا جاتا ہے
 کہ مراد پورا کرنے دین سے یہ ہے کہ مدد دیا اور خطا بر کیا دین اسلام کو سبب
 اور دلیل بتا پاؤ اور عقائد پر اور توفیق دیا اصول شریعت اور قوانین اور احکام پر
 یہ بات تفسیر بیضاوی میں ہے آپ ذرا غور کرو کہ بعد نزول اس آیت پر کہ
 آنحضرت اور خلفائے راشدین نے بہت کام دینی مثلاً نماز تراویح حضرت عمرؓ
 اور اذان جمعہ حضرت عثمانؓ نے جاری فرمایا بعد از ان ائمہ مجتہدین نے بہت کام
 دینی از روئے اجماع و قیاس کے اجر کیے مثلاً حرمت بیع اوس لوٹدی کی
 جو اپنے مالک سے فرزند جنی ہو اجماع سے اور پیسو نہیں سود لینے کی حرمت
 قیاس سے ثابت ہے اگر نئی بات نکالنا مستفوع ہوتا تو یہ کام چاہے کیلئے جائز نہ ہوتا
 پس اس محفل شریف کو بھی قطع نظر ثبوت اصل سے اسی پر قیاس کر چاہیے
 ہر گاہ ثبوت محفل میلاد شریف بروایات صحیحہ و اجماع علماء ہو چکا اب حال قیام
 تعظیمی کا وقت ذکر ولادت باسعادت معرض بیان میں آتا ہے منکر کہتے ہیں کہ
 آنحضرت نے مطلق قیام تعظیمی سے منع فرمایا ہو حالانکہ قیام تعظیمی قولاً و فعلاً
 جناب رسالت آپ سے ثابت ہے چنانچہ محدث اس ماہیت سے بخوبی
 واقف ہیں مگر چند احادیث جن سے ثبوت اس دعویٰ کا عبارت صریح ظاہر ہے

اور وہ احادیث جن کے سمجھنے میں منکرین کو مغالطہ واقع ہوا ہے وہ اسے رفع و ہم
 عوام مسلمانوں کے اس مقام میں مذکور ہوتی ہیں سنن ابوداؤد اور صحیح مسلم و صحیح
 بخاری اور مشکوٰۃ میں ابوسعید خدری سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم قیوموا لی ہیتدکم یعنی جب نبی قریظہ پکڑ آئے تب آنحضرت
 نے یحنا بن معاذ کو بیچ مقرر کیا اور انکو واسطے بیچایت کے طلب کیا سعد
 بن معاذ راز گوش پر سوار ہو کر آئے جب مسجد کے قریب پہونچے تب آپ نے
 انصار سے کہا کہ اوٹھو طرف اپنے سردار کے امام نووی اس حدیث کی شرح
 میں لکھتے ہیں خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جمہور علما واسطے استیجاب قیام کے یہی شرط
 کو دلیل لائے ہیں اور قیام واسطے آنے والے کے اہل فضل سے مستحب ہے اور
 اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور نہی صریح اس باب میں نہیں ثابت
 ہوئی فقط شاہ عبدالغنی شرح سنن ابوداؤد میں لکھتے ہیں کہ مصنف اور بخاری
 اور مسلم نے مشر و عجمیہ قیام پر اس حدیث کے ساتھ حجت پکڑا ہے اور مسلم نے کہا ہے
 کہ نہیں جانتا میں بیچ قیام مرد کے واسطے مرد کے کوئی حدیث صحیح زیادہ اس سے فقط
 شیخ عبدالحق محدث نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ بعضوں نے
 دعویٰ کیا ہے کہ کھڑا ہونا آنیوالے کے واسطے سنت ہے اور اسی حدیث کے ساتھ دلیل
 لائے ہیں اور کھڑا ہونا آنحضرت کا واسطے عمرہ بن ابی حبل کے جو از قیام پر دلیل ہے
 اور عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ ما دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الاقام او تحوٹ نہیں داخل ہوا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گرا آپ اور
 یا بلے اور صحیح یہ ہے کہ احرام اہل فضل کا قیام کے ساتھ جائز ہے فقط اور خلاصہ کلام
 علامہ بغوی یہ ہے کہ قیام مؤسس کا ریس کہ واسطے اور قیام شاگرد کا ادب کا واسطے
 مستحب ہے نہ مکروہ اسی حدیث کی رو سے فقط مشکوٰۃ میں حدیث قومیہ الیٰ اللہ
 والاباب الاسرا میں مرقوم ہے پھر کتاب الادب کے باب القیام میں مذکور یہ ہیں
 اس سے صاف عیان ہے کہ آنحضرت نے انصار کو واسطے تعظیم سعد بن حاذف کے
 ارشاد فرمایا ہے چنانچہ لفظ سید کم کا اسی بات پر دلالت کرتا ہے مطالب
 المؤمنین میں ہے کہ مکروہ نہیں قیام جالس کا آنیوالے کیواسطے براہ تعظیم کے
 اور قیام بذاتہ مکروہ نہیں ہے مکروہ محبت قیام کی ہے یعنی کوئی شخص خواہش
 کرے کہ میرے واسطے لوگ کھڑے ہوں اور آنحضرت نے جو قیام صحابہ کو مکروہ
 جانا ہے وہ براہ اتحاد کے تھا کہ اتحاد سے تکلف اوٹھ جاتا ہے نہ براہ نبی کے خط
 امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ قیام وقت آنے آنیوالے کے فادات
 عرب سے نہ تھا بلکہ صحابہ آنحضرت کے واسطے بعض احوال میں نہیں کھڑے
 ہوتے تھے جیسا انس سے مروی ہے لیکن ہر گاہ اس باب میں بھی عام بات
 نہیں ہوئی پس کچھ اندیشہ نہیں قیام کے ساتھ اون شہروں میں جہاں عادت
 جاری ہے کہ اکرام داخل کا بہ قیام کرتے ہیں اور مقصود اس قیام سے
 احرام والاکرام او دبل کا خوش کرنا ہے فقط سنن ابوداؤد میں غلطی رضی اللہ عنہا

کی شان میں عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ کثرت اذا دخلت علیہ قام الیہا
 فاخذ بیدہا فقیلہا و اجلسہا فی مجلسہ و کان اذا دخل علیہا
 قامت الیہ فاخذت بیدہا فقیلہا و اجلسہا فی مجلسہا فالمرءہ جب
 آتی تھیں آنحضرت کے پاس آنحضرت اٹھتے تھے او کی طرف پس پکڑتے تھے
 فالمرءہ کا ہاتھ پس بوسہ دیتے او کو اور بٹھالیتے تھے آنحضرت فالمرءہ کو اپنی جگہ میں
 اور جب آنحضرت فالمرءہ کے پاس آتے تھے اٹھتی تھیں فالمرءہ کی طرف
 پس پکڑتی تھیں آپ کا ہاتھ پس بوسہ دیتیں آپ کو اور بٹھالیتیں آنحضرت کو اپنی جگہ
 میں اس حدیث سے آنحضرت کا کھڑا ہونا حضرت فالمرءہ کی واسطے اور حضرت فالمرءہ کا
 کھڑا ہونا حضرت کے لیے ثابت ہوا مشکوٰۃ میں ابو ہریرہ شہ مروی ہے قال کان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معانی المسجد یحدثنا
 فاذا قام قہنبا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ
 کہا ابو ہریرہ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہمارے ساتھ مسجد میں
 باتیں کرتے تھے ہمیں پس جب اٹھتے آنحضرت اٹھتے ہم لوگ اٹھنے کر کے یہاں تک
 کہ دیکھتے ہم آنحضرت کو کہ داخل ہوئے بعض گھر و نہیں اپنی بیوی کے اس حدیث سے
 قیام صحابہ کا آنحضرت کے واسطے اور آپ کا منع نکرنا ثابت ہوا اگر قیام تعظیمی کا
 ثبوت قولاً و فعلاً ہو چکا اب وہ حدیثیں مذکور ہوتی ہیں جنکے معنی میں نکرنا قیام
 کو مخاطب واقع ہوا ہے نیز اپنی کم فہمی سے مطلق قیام تعظیمی کا انکار کرنے لگے

مشکوٰۃ شریف میں انس سے مروی ہے قال لم یکن شخص احب الیہم من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکانوا اذا وہ لم یقوموا الما یعلمون
من کراہتہ لذلک رواہ الترمذی کہا انس نے کہ نہ تھا کوئی شخص محبوب
زیادہ طرف صحابہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پس تھے صحابہ چپ دیکھنے آنحضرت ہم کو
نہ اونٹ تھے اسونٹے کہ جانتے تھے کہ وہ جاننا آنحضرت کا اس اونٹ کے پور ویت
کی اوکو ترمذی نے طبیبی شارح مشکوٰۃ نے لکھا ہے کہ کراہت بسبب محبت اور
اتحاد کے تھی اور اتحاد کے باعث تکلف اوٹھ جانا ہے چنانچہ لم یکن شخص احب
الیہم من رسول اللہ اسی بات پر دلالت کرتا ہے فقط اور شرح ابو حاتم کا قول
بھی اسی تائید پر طبیبی نے نقل کیا ہے سنن ابو داؤد میں ہے عن ابی مجہول
قال خرج معاویۃ علی ابن الزبیر وابن عامر فقام ابن عامر و
جلس ابن الزبیر فقال معاویۃ لابن عامر اجلس فابی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احب ان یمثل لہ الذی جانی
قیاما فلیتبعہ مقعدا من النار ابی مجاہز سے مروی ہے کہ نکلے معاویہ
ابن زبیر اور ابن عامر پر پس اونٹے ابن عامر اور بیٹھے رہے ابن زبیر پس کہا
معاویہ نے ابن عامر کو بٹھو پس میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ
کہتے تھے جو شخص دوست رکھے یہ کہ کٹرے ہوں اس کے واسطے آدمی کٹرے ہونے کو
پس چاہیے کہ جو نڈھے اپنی شمشگاہ لگ سے فتح آور و علی سنن ابی داؤد میں ہے

اسکے معنی یوں ہیں کہ جو شخص چاہے کہ کھڑا ہوا گئے یا بیچھے اُسکے کوئی واسطے
تعمیم کے یا کہ کھڑے ہون آگے یا دانتے بائیں اُسکے جیسا امیر و فکی مجلسوں میں ہوتا ہے
اور یہ انرا از عجیب و کما ہے براہ اپنے تک اور ذلیل کرنے اوسونکے اور اسطر حاک قیام
تعمیم شریعت میں منع ہے اسی وجہ سے امیر معاویہ نے قیام ابن عامر کو مکروہ
جائز کیا اکیام ممنوع کے ساتھ مشابہ نہ فقط اس حدیث سے بھی ممنوع ہونا
مطلق قیام تعظیمی کا ثابت نہیں ہوتا مشکوٰۃ میں ابوامامہ سے مروی ہے قال
خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم متوكئا على عصى فقمنا
اليه فقال لا تقوموا كما يقوم الا عالج عظم بعضنا بعضا كما ابوامامہ
نے کہ نیکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر ٹیک دیے لائٹھی پر پھر ہم اٹھنے
طرف آنحضرت کے پس فرمایا آپ نے مت اوشو جیسا اوشٹھتے ہیں عجمی تعظیم تیا
ہے بعض اوشکا بھن کور وایت کیا اسکو ابوداؤد نے طبری نے کہا کہ اس
حدیث میں بھی اوس قیام کی ہے کہ لوگ کسی کے واسطے کھڑے ہون اوسکا
موتی ہونے سے ساتھ اس قیام کے نہ قیام تعظیمی کی تھی کہ لوگ کسی کے اکرام
کو کھڑے ہون ابن قتیبہ نے معنی اس حدیث کے یوں کہے ہیں کہ کھڑے ہون
کسی کے واسطے جیسا کھڑے ہوتے ہیں بادشاہوں عجم کے آگے اور اس سے
یہ مراد نہیں کہ کوئی اپنے بھائی کے واسطے کھڑا نہوجب سلام کرے بعد اُلی اوسکا
اوپر نام نووی نے کہا کہ اصح اور اولیٰ بلکہ وہ کہ نہیں حاجت اوسکی غیر ضروری ہے

کہ معنی اس حدیث کے باز رکھنا تکلف کا محبت قیام سے ہے یعنی اس بات کی خواہش
 نہ کرے کہ لوگ اوسکے واسطے کھڑے ہوا کریں اور ممنوع محبت قیام کی ہرگز نہیں
 محبت قیام کی نہیں ہے تو کچھ اندیشہ نہیں اگر محبت قیام کی ہے تو ترکیب حرام کا
 ہو چکا کوئی کھڑا ہو یا نہ کھڑا ہو یا آج میں ہے قولہ تعالیٰ لَتَمُنَّوْا بِاَللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
 وَتَعَزَّوْا وَتَتَّقُوْا اِیَّیْہِیْ تَبْجَلُوْا وَتَبْتَغُوْا فِیْ تَعْظِیْمِہِیْ تَعْظِیْمُہِیْ وَ اُوْرَکَیْمُہِیْ
 کرو رسول کی تعظیم میں علامہ ابن حجر نے جوہر منتظم میں لکھا ہے کہ تعظیم نبی صلعم کی
 تمام قسموں تعظیم کے ساتھ جہیں شرکت خدا کے ساتھ الوہیت میں نہواستجس ہے
 نزدیک اور لوگوں کے جنگی آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نے روشن کیا ہے شیخ عبدالحق
 محدث نے مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ علامات محبت آنحضرت سے توقیر و تعظیم
 آپکی ہے وقت ذکر شریف کے اور خشوع و خضوع کرنا ہے وقت سنے نام مبارک کے
 اور اوسے کتاب میں ہے حکایت ایک روز شبلی قدس سرہ ابو بکر مجاہد کے پاس
 جو عالم وقت اور امام اپنے زمانہ کے تھے آئے ابو بکر واسطے اکرام شبلی کے اوٹے
 اور بغلیں ہوئے اور آنکھوں پر بوسہ دیا تب لوگوں نے کہا کہ اسے سیدہ کام شبلی
 ساتھ کرتا ہے حال آنکہ تو اور جو آدمی کہ بغداد میں ہیں اسکو جنون کہتے ہیں ابو بکر
 کہا کہ نہیں کیا میں نے مگر وہ بات کہ پیغمبر صلعم سے دیکھا ہے میں خواب میں دیکھتا ہوں
 کہ شبلی پیغمبر کے پاس آیا اور پیغمبر صلعم اسکو دیکھا اور تجھ اور گود میں لیا اور آنکھوں
 پر بوسہ دیا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کام شبلی کے ساتھ آپ کرتے ہیں تو کیا کہان

وہ بوزخار کے پیر مقام لقا جاء کور رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عندہم
 جزیض علیکم بال مؤمنین رؤف رحیم اور بعد اسکے مجھ پر درو و بیعت
 ہوا علی قاری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ لقا جاء کور رسول الایہ میں
 اشارہ ہے طرف تعظیم وقت آنے رسول کے خلاصہ کلام قیام تعظیمی اہل
 کھن کے واسطے ممنوع نہیں بلکہ مستحب و جائز بلکہ اہم ہے اور محبت
 رکھنا قیام ہے اور وہ قیام جسمیں اپنا تکیر اور دوسرو کی ذلت پائی جائے
 جیسا امراء عجم کا دستور تھا ممنوع ہے اور نہ اوٹھنا صحابہ کا آنحضرت کے واسطے
 بنظر استعا و رفع تکلف کے تھا اور جو تعظیم کہ خدا کے ساتھ شرکت پیدا کرے
 مثل سجدہ و طواف اسکے سوا ہر طرح کی تعظیم جہاں تک ہو سکے آنحضرت کی واسطے
 جائز ہے اور علامات محبت آنحضرت سے آپ کی تعظیم ہے وقت سنے ذکر آپ کے
 اور بجز آپ کی تعظیم مگر نہ خاطر رکھتا ہے آپ بھی اوسکی تعظیم ملحوظ رکھتے ہیں
 اور قیام تعظیمی زندگی اور موت میں آپ نے جائز رکھا ہے اور علمائے اوسکی
 اقتدا کی ہے اور خواب کی باتیں جو مخالف قرار دے دین کے تھوں اوپر عمل کرنا
 جائز ہے پس قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت شریف کے اسی قیاس پر مستحسن و مستحب ہے
 کیونکہ یہ مسلمانان اہل فضل و کمال کے واسطے قیام تعظیمی شریعاً جائز ہوا تو اس
 قیام تعظیمی وقت ذکر تولد نے کیا قصور کیا ہے کہ ناجائز و مکروہ ہو سوا اسکے علماء
 عظام کا اس قیام کے استحسان پر اجماع ہے چنانچہ امام بزرگ شیخ اور علامہ ابن حجر

اور علامہ بدایہی اور امام ابو زریہ اور مقتبان کہ منظمہ یعنی عبد اللہ ابن محمد بن یحییٰ حنفی
 اور حسین ابن ابراہیم مالکی اور محمد بن ابی بکر شافعی اور محمد بن یحییٰ خلیلی اور مولانا
 عبد اللہ سراج حنفی مفسر و محدث مسجد الحرام اور مولانا عثمان حسن بیہقی شافعی اور
 مولانا محمد سلامت اللہ بدایونی نے اپنی کتابوں اور فتاویٰ میں اس قیام کو علماء نظام
 اور ائمہ اعلام سے مستحب اور مستحسن منقول کیا ہے جس امر کو ایسے مسلمان اور علماء مستحسن
 جانیں بیشک مستحسن ہے عن ابن مسعود ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله
 حسن اخرجه محمد بن الموطا ابن مسعود سے مروی ہے کہ جس چیز کو مسلمانوں نے چھا
 جانا پس وہ چیز اللہ کے نزدیک اچھی ہے نکالا او سکومحمد نے موطا میں اور یہ اثر مخصوص
 زمانہ صحابہ کے ساتھ نہیں ہے چنانچہ عموم لفظ مسلمہ سے ظاہر ہے اور بالائیمہ اس قیام کے مستحب
 اجماع امت محمدیہ کا اہل سنت و جماعت سے ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ان الله لا يجمع امتي حل حلالا له تحقيق اللہ تعالیٰ اجمع نکرے گا میری امت کو
 مگر ابی پر یہ حدیث ترمذی اور صحیح مسلم میں ہے پس یہ اجماع یا مخصوص اجماع
 اہل مدینہ طیبہ کا اس قیام پر بحث قطعی ہے واسطے اقتداء ہم ایسے مسلمانوں کے حافظ
 محمد طاہر مقدسی نے زبدا میں ثابت سے روایت کیا ہے قال اذا رایت اهل المدينة
 اجمعوا علی شیء فاعلموا انه سنة کما جب دیکھے تو دینے والوں کو کہ اجماع کیا کسی
 چیز پر پس جان تو کہ وہی سنت ہے اور اکثر علماء و فقہاء نے قول و فعل اہل حرمین کو
 بموجب شرع میں حجت پکڑا ہے چنانچہ در مختار وغیرہ کتب فقہ میں موجود ہے ہر چند

کہ فضائل مدینہ منورہ کے کتب احادیث میں مذکور ہیں بیان ان کا اہل علم سے پوشیدہ
 نہیں بلکہ چند احادیث متضمن فضائل و تعظیم مدینہ طیبہ و اس کے گوشمالی بے ادبوں کے
 اس مقام میں لکھی جاتی ہیں ابن ماجہ میں ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ان الایمان لہذا الزالی المدینۃ فیہ ما تازہ الخیرۃ الجمیعہ
 گناہوں کی غفرت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق ایمان پھر اسے
 طرف مدینہ کے جیسا پھر تا ہے سانب طرف اپنے سوراخ کے شیخ عبد الحق محدث
 جذب القلوب الی دیار المحبوب میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیموت فیہا من مات بالمدینۃ
 کنت لہ شفیعاً و شہیداً جس سے ہو سکے کہ مرے مدینہ میں پس
 چاہیے کہ مرے پس جو شخص مرے مدینہ میں ہو گا میں اس کے لیے شفیع اور گواہ
 اور شہری بن جائیگا میں آیا ہے کہ اول وہ شخص کہ میری امت سے میری شہادت
 پاوین گے مدینہ اے میں پھر گئے و اے پھر طائف و اے انتہی اور صحیح
 بخاری میں مروی ہے المدینۃ طیبۃ تنقی الذنوب کما ینفی
 الکیر حیث الفضة مدینہ پاک ہے دور کرتا ہے گناہوں کو جیسا دور
 کرتا ہے کیر چاندنی کے میل کو شیخ عبد الحق نے لکھا ہے کہ مراد اس سے نفی اور
 دور کرنا ہے اہل شر و فساد کا مدینہ طیبہ سے اور بقول اکثر علماء کے یہ مکہ صیت مدینہ
 میں سب زبانون میں پیدا ہے کذا فی جذب القلوب اور حضرت رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

طرہ نصیب ہوئے
 اوپر اکرام اور تعظیم ساکنان مدینہ منورہ کے وصیت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 المدینۃ مہاجرہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مدینہ مقام میری ہجرت کا ہو وہی صبا
 مضعہ اور اوسمیں میرے سونے کی جگہ یعنی قریہ شریف وہی ماضعہ اور اوسمیں
 میرے سوٹھنے کی جگہ اُسی جگہ سے شہر نیرا ملا کر ہجرت کے چوراستہ ان قبر شریف کو
 گھیرے رہتے ہیں آپ اوشمیں کے تحقیق علی امتی حفظہ جیو ان فی اللہ رحمہ علیہ
 میری امت پر نگہبانی حرمت میرے پڑوسیوں کی کہ ان کے حقوق کی رعایت کریں
 اور جو کچھ کہ ان سے وقوع میں آوے مواخذہ کریں اور جہاں تک ہو سکے معاف
 کریں ما ابصتہ والکجاؤ جب تک کہ مدینے والے گناہ کبیرہ سے بچیں اور جب
 گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں تو جیسا حق شریعت کا حق التذوق البادین ہو قائم
 کریں من حفظہم کنت لہ شہیداً اوشفیعتا یوم القیامۃ جو شخص نگہبانی
 انکی حرمت کی کریگا ہونگا میں اوسکے لیے گواہ اور شفیع قیامت کے دن و من
 لم یحفظہم سقی من طینۃ الخبال اور جو نگہبانی انکی حرمت کی نہ کرے گا
 بلایا جائیگا طینۃ خبال سے اور طینۃ خبال ایک حوض ہے دو بنج میں کہ پیپ
 اور لہو و زخینوں کا اوسمیں جمع ہوتا ہے نفوذ بائیں نہا یہ خلاصہ جذبات القلوب کا
 بخیال کرنا چاہیے جو شہر کہ ابتدا سے انتہا تک مرجع دین و ایمان کا ہو اور
 وہاں کارہنما اور اوسمیں مرزا اور وہاں کے رہنے والوں کی عزت حرمت کا پجانا اور ان کے
 کاموں کے درگزر کرنا باعث شفاعت اور اجماع اور نیک سنت اور قول و فعل انکا

محبت ہے اس حال میں وہ اپنے باشندوں کو برہمنی اور شیع رسوم ہنود کہنا اور ان کے
اقوال و افعال کو محبت نہ سمجھنا کمال بے ادبی بلکہ ایمان سے دشمنی پیدا کرنا ہے
ایسے آدمیوں نے بعید نہیں کہ رفتہ رفتہ بمقابلہ احادیث اور اقوال علماء کے ہولی
وہ چٹاک کو تہہ تیغ دیں اور اجودھیہ کے پیر اگیوں اور متھرا کے چوبوں کے افعال کو
ایک ہی نام سے پکارا جائے کہ پرجیت لاوین اس ملک ہندوستان میں کہ دارالحرب ہے جو
پاپ ہے زبان و رازی کر کے کاشش یہ بات بالالتق کسی بے ادب کے منہ سے حریم
شریفین میں جہان حدود شریعہ جاری ہیں نکلتی تو مثل مفتی مراد بنگالی وغیرہ کے
اپنی منبر سے اعمال کو چوکھر بصدق حدیث نبوی المدینۃ تنفی خبث التجال
کہا یعنی الکیر خبث الحدید اوس سوزمین نور اگیوں سے مثل و وہ
کی کبھی کے کالاجاتا العیاذ باللہ اور ساقیام میں ایک مخاطبہ اور ہے چہر شکرین
قیام بڑا فخر کرتے ہیں حال آنکہ منکرین اوس عبارت کی باریکی اور لطافت و اصل
مطلب کو نہیں سمجھتے یعنی بعض علماء کے کلام میں ہذا القیام بدعتہ لا اصل لہا واقع
ہوا ہے چنانچہ علامہ برہان الدین عابدی نے کتاب انسان العیون فی سیرۃ الایمن و
الامون میں لکھا ہے ومن الفوائد انه جرت عادة كثير من الناس اذا
سمعوا بدكر وضعه صلى الله عليه وسلم ان يقوموا تعظيماً له
صالحم وهذا القیام بدعتہ لا اصل لہا یعنی فائدہ یہ کہ جاری ہولی
عادت بہت آدمیوں کی جب سنتے ہیں ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو انہیں ٹھٹھتے ہیں

واسطے توفیم آپ کے اور یہ اوٹھنا بدعت ہے کہ نہیں ہے اصل اس کی اس قول سے قیام کا
 بدعت ہے اصل ہونا ظاہر ہے مگر یہ غلطہ اسی کتاب کی عبارت سے صراحتہ دفع ہوتا ہے
 کیونکہ اسی عبارت کے ذیل میں لکھا ہے لاکن ہی بدعت حسنہ لایہ لیس
 کل بدعت مذمومہ وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلیہ
 من عالم الامۃ ومقتدی الائمة دینا وورع الامام تقی الدین
 السبکی وناویہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصر لیکن یہ بدعت
 حسنہ ہے کس واسطے کہ ہر ایک بدعت بُری نہیں ہوتی اور تحقیق پایا گیا قیام وقت
 ذکر نام آنحضرت کے دانائے امت و مقتدائے امامون امام تقی الدین سبکی سے اور
 پیروی کیا اس کی اس بات پر اُس کے زمانہ کے مشائخ اسلام نے اس تقریر سے
 صاف صاف ظاہر ہے کہ یہ قیام اگرچہ موافق رہے صاحب انسان العیون کے بدعت
 ہے مگر بدعت حسنہ ہے اور بدعت حسنہ کا کرنا منبوع نہیں تا وقتیکہ کوئی ہی صریح
 اُس کے واسطے وارد نہ ہو پس بدعت حسنہ ہونا قیام کا عبارت انسان العیون
 سے تو صراحتہ ظاہر ہوا مگر عبارت علامہ محمد بن یوسف شامی سے جو کتاب
 سبیل الہدٰی والرشاد فی سیرۃ خیر العبادین جسکو سیرت شامی کہتے ہیں لکھا ہے
 بدعت حسنہ ہونا قیام کا اشارۃً ثابت ہوتا ہے عبارت اس کی یہ ہے جرت
 عادة کل من المحبان اذا سمعوا بذكر وضعه صلى الله
 عليه وسلم ان يقوموا تعظيماً له ضلعم وهذا القیام بدعت

لا اصل نہا جاری ہوئی عادت بہت مجبوری جو وقت مستحقین ذکر پیدائش آپکا
 تو کثرت کے ہوتے ہیں واسطے تنظیم آپکے اور یہ قیام بدعت سے نہیں ہے اصل اوسکی
 پس اصرح عبارت سے اشارہ ثابت ہوا کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے چنانچہ لفظ مجبوری
 وقال ذوالحجۃ الصداۃ ذوقہ حسان زمانہ سے جو اسکے بعد مذکور ہے یہی بات
 پائی گئی ہے کہ سوسلے کے ماقبل و مابعد کی عبارت سے بہتری و پسندیدگی اس
 قیام کے سوا دوسری بات مفہوم نہیں ہو سکتی **حوالہ** ہر گاہ بدعت سے بدعت
 مستبرہ دے تو بجائے لا اصل کہہ کر بدعت حسنہ کہنا چاہیے تھا اس عبارت
 کی کیا وجہ ہے **حوا** لا اصل لہا اس واسطے کہ اسے کہتے ہیں بدعت حسنہ کا
 ہونے اصل پر سقوت نہیں ہے بلکہ بہت باتیں نئی دین کی کہ اسکی اصل تینوں مانوئین
 موجود نہیں اور مستحب و مستحسنین محسوب ہیں مثلاً نیت نماز کاربان سے او اکرا اور
 ذکر نماز سے رائے دین اور ذکر غیرین غمہ یقین اور اصحاب کا ذکر حضرت حسنین و
 سیدۃ النساء کا خطبہ جمعہ میں کہ یہ باتیں آنحضرت اور صحابہ اور تابعین کے وقت میں
 تھیں اور اب جاری ہیں ہوا اسکے بہت مستحسنات متاخرین ہیں جنکی اصل قرون ثلاثہ
 میں نہ تھی مگر باصطلاح متاخرین مقبول و معمول علماء کی اجتہاد جاری ہیں قطع نظر
 اس کے امور مباحہ و مستحسنہ شرعیہ پر علمائے اطلاق کلمہ لا اصل کہہ کا کیا ہوا اس
 اطلاق سے امر مباح و مستحسن شرع سے خارج نہیں ہوتا اطلاق قاری سے قصیدہ
 رد کی شرح میں لکھا ہے واما الحدیث القدسی لولا انک لما خلقت لولا انک

فلیس له اصل ولا کن برحقہ صحیحہ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث نے منسوخ شرح
 موطا میں لکھا ہے واما اعتدادہ الناس من المصاحف بعد صلواتی الصلوة العصر
 فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه وکن لا یابس به فان اصل المصاحف
 ستة بالجملة کلمہ لا اصل له کا واسطہ نفی شد و عیت کے نہیں بلکہ نصیرہ یا بابس
 واستحباب کا ہے اگر کوئی کہے کہ قاضی نصیر الدین گجراتی کتاب طریقت الیہ
 میں لکھتے ہیں قد احدث المشائخ اموراً کثیرة لا یجد لها اتفاقاً لارسماً
 فی الکتاب والسننة مثلاً القیام عند ذکر الولادة تصامم بے پیدا
 کیے ہیں مشائخوں نے بہت کام نہیں پاتے ہم اس کے لیے اثر و رد نہ کوئی تحریر
 قرآن اور حدیث میں منجملہ ان کاموں کے کھڑا ہوا ہے وقت ذکر ولادت آنحضرت
 کے جو ابنا و سکا یون دیا جاتا ہے کہ حدیثوں سے قیام تعظیمی فی نفسہ ثابت
 ہو چکا تو انہیں اصول پر اسکی تفریع ہو سکتی ہے اب اگر کوئی کا و گجراتی کیسی
 بات کہے جانتے سے انکار کرے تو نہیں اسکی لازم نہیں آتی کہ نہ ہیند برور
 شہر چشم چشم آفتاب راجہ گناہ بد اور منجملہ منکمرین مولد و قیام مضیف شفعہ القضاء
 ہے اسنے لکھا ہے سئل القاضی عن مجلس المولد الشریف قال لا یفتقد
 لانه عذف وکل محدث ضلالة وکل ضلالة فی النار وما
 یفعلون علی رأس کل حول فی شہر ربیع الاول لیس بشیء
 یقوم عند ذکر مولدہ صلعم فیزعون ان روحہ صلعم

بھی و حاضر فرمایا ہم باطل بل هذا الاعتقاد شرك وقد منع الامامة الاثریة
 عن مثل هذا اس عبارت سے دو امر مفہوم ہوتے ہیں پہلے یہ کہ مجلس مولد
 شریف کی محدث ہے اور جو محدث ایسا ہو گمراہی ہے اور جو گمراہی ہے وہ اگ
 میں ہے دوسرے یہ کہ قیام وقت ذکر ولادت اور گمان منصور روح مبارک کا
 باطل ہے اور شک ہے پوشیدہ نہ ہے کہ ثبوت مجلس شریف اور قیام تنظیمی کا اچھی
 طرح بروایات صحیحہ اور اقوال علماء سے ہو چکا تو یہ کلام صاحب تحفۃ القضاۃ کی
 ضروریات سے نہ تھی مگر اسمیں بھی چند فائدے مغرب ہیں جسکے دریافت کرنے سے
 منکر و شک کان کھل جائیں گے اب باننا چاہیے کہ امام نووی و مصنف مصباح
 الزیاج اور جزیری و امام شافعی و قرطبی و عبد الوہاب خفجی و ابو محمد عبد العزیز و ابن
 حجر عسقلانی و امام ابو شامہ و ابن تیمیہ حنبلی و مصنف ہدایت المرید و طیبی و ملا علی قاری
 و شیخ عبد الحق دہلوی و مولانا محمد سلامت الدین کی تصریحات سے ثابت ہوا ہے کہ جو امر
 دینی بعد از ان پیغمبر صلعم کے ہو وہ بدعت ہے منجملہ اوسکے جو امر کہ موافق کتاب و سنت
 و اجماع و اثر کے ہوا و سکو بدعت حسنة کہتے ہیں اور جو امر کہ مخالف اوسکے ہوا و سکو
 بدعت سیئہ کہتے ہیں چنانچہ بیان اوسکا آئیگا اور حدیث نبوی کل بدعة ضلالة عام
 مضمون البعض ہے مراد اوس سے بدعت سیئہ ہے جو مخالف کتاب و سنت و اجماع
 و اثر کے ہو یہ جمل شریف کہ منقول علماء و صلحا ہے اسمیں کوئی امر مخالف شریعت
 نہیں ہوتا پس یہ محض کل بدعة ضلالة میں جیسا کہ منشا صاحب تحفۃ القضاۃ کا ہے

داخل نہیں ہو سکتی اور گمان حضور روح پر فتوح کو باطل لکھا ہے نہیں مزاؤم کہ وہ جسکی
 کیا قرار دیا ہو اور قیام اور گمان حضور روح مبارک کے شرک کی کس قسم حسین
 کس وجہ سے داخل کرتا ہے کتاب مذکور پھر ان موجود نہیں کہ وہ حق سے وہو و شکلی
 دریافت ہوئی پس دعویٰ بے دلیل قابل سماعت نہیں ہو تا اب جاننا چاہیے کہ وقت
 ذکر ولادت کے روح پاک کا حاضر ہونا مسلک علماء غیبیہ سے علیٰ غرض شیخ
 بالکی نے اسکا تعرض نہیں کیا مگر مسلک غیبی بھی تیسرا از قیاس نہیں مولانا جلال الدین
 سیوطی نے اپنی تصنیفات میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف وہی کرتے ہیں اپنے بدن
 اور روح کے ساتھ جہان چاہتے ہیں اطراف زمین اور ملکوت میں اور یہی پوشیدہ
 ہیں نظروں سے جیسا پوشیدہ ہیں فرشتے اور شیخ عبدالحق محدث نے دراج النبوة
 میں لکھا ہے کہ بالجملة دیکھنا آنحضرت کا بعد موت کے مثال کے ساتھ ہے جیسا کہ خواب
 میں دیکھی جاتی ہے ویسا ہی بیداری میں بھی دیکھی جاتی ہے اور وہ شخص شخص
 کہ مدینہ میں قبر میں آسودہ زندہ ہے وہی مثل ہوتا ہے ایک آن میں صورتوں متعدد کے
 ساتھ خواہم کو خواب میں دکھائی دیتا ہے خواہ کو بیداری میں فقط اور حاضر ہو نا
 ایک شخص کا ایک زمانہ میں کئی جگہ پر زندگی اور موت میں خرق عاراج سے ہے
 کہ ایسا بعض اولیاء کا طریق سے واقع ہوا ہے چہ جائے کہ آنحضرت سے وقوع ہو
 اس خرق عادت میں شبہ پایا جاوے اور یہ بات وہ شخص جانتے ہیں کہ جو کرامات
 اولیاء کی زندگی اور موت میں قائل ہیں ہر گاہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو یہ طاقت ہی عطا

نکہ اوہ نے خرق عادت زندگی اور موت میں واقع ہوتا ہے تو نبی صلعم سے بعد
 موت کے کہ فی الحقیقتہ زندہ ہیں یہ خرق عادت ہو کیا عجب ہے **خاتمہ**
 منکرین جو معنی بدعت ہیں منکرین لفظ ہے اسی سے چند احادیث کو معنی غیر مراد پر حمل
 کر کے واسطے ثبوت اپنے بیان کے دلیل لاتے ہیں اور ہر ارکل دلائل منکرین کا ذکر
 کر کے یہ بتھمیل لالتے ہے اب جاننا چاہیے کہ قاضی عیاض مالکی نے کتاب
 شفا میں لکھا ہے کہ جو کام کیا بغیر نبی صلعم کے پیدا ہوا ہو بدعت ہے پس اگر وہ
 کام موافق ہو کسی اصل کے ساتھ سنت سے تو وہ محمود ہے اور جو اصول سنت
 سے خلاف ہو تو وہ ضلالت ہے اور اسی قبیل سے قول آپ کا کل بدعتہ ضلالتہ ہے
 امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کل بدعتہ ضلالتہ عام مخصوص ہے اور
 مراد اوس سے اکثر بدعت ہے اور کل کی لفظ سے اس حدیث کا عام مخصوص
 ہونا ممنوع نہیں ہوتا چنانچہ ائمہ تعالیٰ کے قول میں بھی اس طرح کا عام مخصوص یا ہی
 تدنیکل شئی منتخب نسائی میں جسکو صحیح مجتبیٰ کہتے ہیں لکھا ہے کہ کل بدعتہ
 ضلالتہ عام مخصوص ہے اور مراد اکثر بدعت ہے یہی شرح مشکوٰۃ میں ہے
 کل بدعتہ عام مخصوص ہے ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ازہار نقل کیا ہے
 کہ کل بدعتہ محض ہے ای کل بدعتہ ضلالتہ ضلالتہ فیہ ہر بدعت بدگراہی ہے شیخ
 عبدالحق محدث نے لمعات شرح مشکوٰۃ اور ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا کہ کل بدعتہ ضلالتہ عام
 مخصوص البعض ہے عام مخصوص البعض اوسکو کہتے ہیں کہ لفظ عام بولا جائے اور مراد

خاص ہو جیسا اس مقام میں ہے کہ کل بدعت ضلالت ہے ہر ایک بدعت کا گمراہی ہونا
 بظاہر مفہوم ہوتا ہے اور مراد اوس سے بعض بدعت نے یعنی بدعت جیدہ مگر
 ہر ایک بدعت گمراہی نہیں ہو سکتی کسوا کھٹے کہ حدیث ترمذی میں آجائے عن
 ابی عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن سنتی خیر فاتبع
 علیہا فلہ اجرہ ومثل اجر من اتبعہ غیر منقوص من سنتی الخ
 شیئاً ومن سن سنتہ شیئاً فاتبع علیہا کان علیہ وزرۃ ومثل
 او زار من اتبعہ غیر منقوص من او زارہم شیئاً ابو عبد اللہ
 مروی ہے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے نکالا طریقہ اچھا پس پیروی کی گئی
 او سپر پس واسطے او سنگو اجرا او سکا ہے اور مثل اجرا او ن لوگوں کے جن لوگوں نے
 پیروی او سکی کیا اور ان حالیکہ نہیں کم کی گئی او ن کے اجر سے کوئی چیز او رجسٹہ نکالا
 طریقہ بد پس پیروی کی گئی او سپر ہوگا او س شخص پر بوجھا او سکا اور مثل بوجھے او ن
 لوگوں کے جن لوگوں نے پیروی کیا ہے او سکی دران حالیکہ نہیں کم کی گئی بوجھون
 او ن کے سے کوئی چیز خلاصہ یہ کہ جو شخص اچھا کام نکالے گا او سکا اپنے عمل کا اجر او بوجھو
 او سپر عمل کرے گا او سکا اجر ملتا ہے اسی طرح جو کوئی بد کام نکالتا ہے او سکا او سکا
 عمل کا عذاب اور او س شخص کے عمل کا عذاب جو او سپر عمل کرے ملتا ہے کیونکہ
 جو کوئی کسی شے کو ایجاد کرتا ہے تو او س شے کی نسبت سے سبکی طریقہ رہتی ہے بسبب
 اسی نسبت کے ثواب اور عذاب او سکا او سی موجب کی طرف زیادہ ہوتا کیونکہ وہی

موجود اس کام کی اصل ہے کذا فی المرقاة اور صحیح مسلم میں ہے عن جابر بن عبد اللہ
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فعمل
 بها ثلثون کتب له اجر من عمل بها ولا ینقص من اجورهم شیء ومن
 سن فی الاسلام سنة سیئة فعمل بها بعد لا ینقص من اجورهم شیء
 ومن سن فی الاسلام سنة سیئة فعمل بها بعد لا ینقص من اجورهم شیء
 عن ابی خریرة قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعا لی حد
 کان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ینقص ذلك من اجورهم شیئا
 ومن دعا لی ضلالة کان علیه من الاثم مثل اثم من تبعه
 لا ینقص ذلك من اثمهم شیئا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے
 کہ یہ دونوں حدیثیں صریح ہیں اوپر مستحب ہونے ایجا دامور حسنہ کے اور حرام
 ہونے ایجا دامور سیئہ کے بیکس بیشک جس نے بکا لا طریقہ اچھا ہوگا اس کے لئے مثل اجر ہر ایک
 شخص کے کہ عمل کرتا ہے اور اس کے چھ طریقہ کے ساتھ قیامت تک اور جس نے بکا لا طریقہ
 بد ہوگا اور سیر ہو جیسا ہر ایک شخص کا کہ عمل کرے بکا لا طریقہ بد کے ساتھ قیامت تک
 اور بیشک جس نے بلا یا طرف ہدایت کے ہوگا اس کے لئے مثل اجر اس کے پیرو کے
 یا بلا یا طرف گمراہی کے ہوگا اور سیر گناہ مثل اس کے پیرو کے اس ہدایت و فضائل
 کی ابتداء اسی سے ہوگا جس کے چلنے کی اور نہ کی ہو اور یہ ہدایت و فضائل
 کسی علم یا کسی عبادت یا کسی ادب کے سکھانے سے ہو یا اور کسی کام کے سکھانے سے ہو

برابر یہاں حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ انھما بدعت کا بدعت سیئہ نہیں جیسا
منکرین جانتے ہیں بلکہ اوسکی دو قسم ہیں بدعت حسنہ و بدعت سیئہ چنانچہ قاضی عیاض نے
شفا میں اور ابن حجر نے شرح اربعین میں اور مختلف مصباح الرجال جہتہا پہلی تھریج
کیا ہے اب معلوم ہوا کہ کل بدعت ضلالتہ و حدیث عائشہ من احادیث فی ابننا ہذا
مالیس منہ فہو رد و حدیث جابر ثمر الا مورعہ تاتنا و حدیث عوف بن ابی ایوب
حد ثات الا مور سے بدعت سیئہ مراد ہے کل بدعت چنانچہ صاحب ہدایۃ المرید
نے کہا ہے بعض جاہلون سے وہ لوگ ہیں کہ گردانتے ہیں ہر کام کو جو زمانہ
صحابہ میں نہ تھا بدعت سیئہ اگرچہ کوئی دلیل اوسکی برائی پر قائم نہ ہوئی ہو اور حجت
اونکی ایاکم و محدثات الا مور ہے حالانکہ نہیں جانتے وہ لوگ کہ مراد ابی ہے
ٹھہرا نا دین میں اوس کام کا ہے جو دین میں نہیں اگر ان حدیثوں سے بدعت سیئہ
مراد نہ ہو جیسا گمان منکرین کا ہے تو احادیث من سن سنہ حسنہ و غیرہ نہیں
اور ان حدیثوں میں مخالفت پیدا ہوگی اور کلام نبوی کی طرح ایک ذمہ
سے مخالفت نہیں پس ثابت ہوا کہ بدعت یعنی جو کام دینی بنو زمانہ بنو قول اللہ
صلعم کے نیا ہوا ہو دو قسم پر ہے ایک حسنہ و دوسرے سیئہ بدعت حسنہ کی
یقین قسم میں ایک واجب جیسے میکنا سکھا اصراف و نحو کا کہ اوس سے ایات احادیث
کے معنی معلوم ہوتے ہیں دوسرے مستحب مثلاً مسواک پنا نہ ہو و بر سر کا بنانا
تیسرے مباح جیسے اچھا کھانا پینا اور بدعت سیئہ و دو قسم پر ہے ایک حرام جیسے

مذہب جبرئیل و قد رید و سرے کرود جیسے قرآن میں نقش و نگار کا بنانا مقام غور
 کہ محفل مولد شریف بدعت نسبتہ کے اقسام میں کسی عنوان سے داخل نہیں ہو سکتی
 باقی اگرچہ یہ مذہب نہ ہو غالب اس محفل کا ظاہر ہے مگر واجب نہیں بلکہ مستحب مباح
 ہے مشکوٰۃ شریف میں عرابی ابن ساریہ سے مروی ہے قال من بعث من بعدی
 شیخاً اختلافاً کثیراً فلیکم بستی وسنة الخلفاء الراشدین
 المہدیین تمسکوا بہا وعصوا علیہا بالنواجذ وایاکم وحدثات
 الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة رواہ احمد
 و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ کما رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جو کوئی جیسے کامیرے بعد سرود کیے گا اختلاف بہت پس لازم پکڑو تم
 سیری سنت اور سنت خلفائے راشدین مہدیین کو چھل مارو اسکے ساتھ
 اور پکڑو اسکو و احکمون سے اور جو شتم نے کاموں سے پس بیشک اسے کام بدعت
 میں اور جو بدعت ہے وہ گمراہی ہے محدثات امور اور کل بدعت ضلالة سے وہی بدعت
 سنہ مرافقہ ہے اور خلفائے راشدین سے چاروں خلیفہ وائمہ مجتہدین و علمائے راہنہ
 مراد ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ مراد خلفائے
 راشدین سے چاروں خلیفہ اور جو انکی سیرت پر چلے اور موافق سنت کے عمل
 کرے حکم سکھائے اسی ہی پس اسے مسلمانوں اسی حدیث کے موافق چلنے
 میں سچائی آخرت ہے یعنی جو طریقہ کہ آنحضرت یا چاروں خلیفہوں یا علمائے

راسخین سے منقول ہوا و سکی پیروی کرو اور ہاوسکو بد نہ کہو اور حدیثوں کے
معنوں میں نفساً نیت کو دخل نہ دو اور شہرے ساتھ دوسروں کو فضائل میں
والو ہر گاہ تعیین روز ماہ عمل خیر کے واسطے آنحضرتؐ اور ابن عباسؓ و عثمانؓ
اور علمائے راسخین سے ثابت ہو چکی تو تم تعیین و تخصیص روئے محفل نیلا و
شریف سے کیوں انکار کرتے ہو اگرچہ علمائے وقت اسکے پابند نہیں ہیں جب علمائے
ہیں تب اس محفل مبارک سے بہرہ اندوز ثواب ہو گئے ہیں اور قیام تعظیمی مطابق
واسطے اہل فضل کے قولاً و فعلاً آنحضرتؐ سے بسند احادیث صحیحہ ثابت ہو چکا
اکیس کو مجال انکا دباقی نہیں قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت شریف اور نبی قریب
کرنا چاہیے اور ان قیام پر اکابر وین متین اور اہالی حرمین شریفین کا اجماع ہے
اجماع سے انکار کر کے من شد شد فی النادرین داخل ہونا خلاف
سنت ہے جو کچھ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ سنایا کو کثرت کرنا تمنا نام کام ہے
وما علینا الا البلاغ والحمد لله رب العالمین والصلوة علی
سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ الطاہرین اللہم وفقنا
لما تحب وترضی واجعل اخیرنا خیرا من الاولی

اللہ

الروایات المذكورة صحيحة حرره المصنف في التذلل لحدیثین احمد بن محمد بن حنبل و ستر
عمیرہ از اول تا آخر ویدہ شد حرره ابو الخیر محمد بن الدین عفی عنہ

مہر

۳۴

طریقہ حسنہ

قطعہ تاریخ تصنیف ریختہ کلاں جو اس ہر سالک شہادۂ عروج
نیرا کہ شہر نشینی محمد نور صاحب تخلص سرور سلمہ امدالاکبر

از چرخ کبریا شمشاد رحمان علی حکیم	کو طالب رضای خدا و محمد دست
خدمت مہربان سلیمان رنگین بطنزدنو	حقا کہ حجتی ہے اثبات مولد دست
سرور و دوستی میرغ تاریخ ہاتھی	گفتش بگور سالہ اثبات مولد دست

۱۲۸۰ھ

- - - - -

گیا خوب یہ تصنیف ہوا نسخہ دلکش	رحمان علی نے یہ نئے طرز نکالی
نویسیک یہ نسخہ ہوا دریاے لطافت	سطرون سے نخل ہووے نہ کیوں ہلکا لالی
اثبات کیا مسئلہ مولد نبوے	انکار کرے کوئی تو ہے خام خیالی
اسفاد صحیحہ سے کیا اسکو مرتب	صفحہ نہ رہا کوئی احادیث سے خالی
بچہ شریقی سے تاغیب یہ جارس خمل	کرتے ہیں اسے جملہ جنوبی و شمالی
بہنو دوستو یہ بیشک طریقہ حسنہ	سرور نے کئی اوسکی یہ تاریخ نرالی

۱۲۸۰ھ

خلاصہ

(از چاہانہ کار پر دازان مطبع)

اللہ تعالیٰ محمد و شوالہ بنی رحمت ہے جو اپنے بندوں پر مہربان ہے ہو سکا دو جہان میں طوبی
اوسیکہ شہر نشینی محمد نور صاحب تخلص سرور سلمہ امدالاکبر جو محبوب
رحمہ علیہ السلام و شفیع المذنبین ہے صلے اللہ علیہ و آلہ ابکرام و اصحابہ النظام

اسکے بعد جو طریق کو بشارت ہے تائیدین ذکر خیر حضرت رسول امین کو اشراف
 ہے کہ اندون یہ رسالہ نافع و عجلہ عجیب ہے بطریقہ حسنہ باثبات
 محفل مولد شریف و قیام بنابر تعظیم حضرت خیر الانام علیہ السلام و العالیہ وسلم کہ انجیل
 حق کا سرا سرا ظہار ہے مدلل و معین یہ سند آیات و اخبار سے مستفید جامع علوم
 معقول و منقول حاوی فروع و اصول مخی مراسم شریعت نبوی مروج منہج معتبر
 عالم عالم حدیث قرآن جناب الرحمن علیخان صاحب منتظم ریاست راجہ
 مطبع فیض منیع مشہور نزدیک و دور بخشی نو لکشی واقع شہر لکھنؤ میں بطبع و تالیف جناب
 علی القاب بخشی **یراک نراین صاحب** دام اقبالہ مالک مطبع موصوفہ ناگہ اکوڑ
 ۱۲۹۵ مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۵ ہجری بارہ ووم چپکڑیا ہوا نفع رسانی کی واسطہ بنی
 اظہار ہوا خدا یا اسکا شہر و قریب و بید رہو ہر فرد بشر اسکا

مطالب سے مستفید ہو عفاً نقاسدہ

زائل ہو جائیں ہوسے بیکسکراہ

تذکرہ پائین فقط

۴ ۴ ۴

